سپریم کورٹ رپوٹس-[2003]-ایس-یو-پی-پی-1-ایس-سی-آر

ھائیتھرو پاور کارپوریشن لمیٹڈ
بنام
دھلی ٹرانسکو لمیٹڈ

30 جولائی 2003

[شیوراج وی پاٹل اور ڈی ایم دھرمادھیکاری، جسٹسز]

ثالثی اور مصالحت ایکٹ، 1996-دفعات 11 اور 16-آئین ہند 1950-آرٹیکل 226-نامزد یا چیف جسٹس کا نامزد-ثالثی معاہدے کی صداقت اور وجود اور ثالث کے حوالے سے تنازعہ-فیصلہ سنانے کا دائرہ اختیار-منعقد: دفعہ 11 کے تحت کام کرنے والے نامزد چیف جسٹس محض انتظامی کام انجام دیتے ہیں، اس طرح اس طرح کے تنازعہ پر فیصلہ سنانے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے اور آرٹیکل 226 کے تحت طاقت کا استعمال کرنے والی عدالت عالیہ کا بھی کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے-صرف ثالثی ٹریبونل کو اس طرح کے تنازعہ کا فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار دیا گیا ہے جیسا کہ دفعہ 16(1) کے تحت فراہم کیا گیا ہے۔

اپیلنٹ-کارپوریشن نے جواب دہندہ کے ساتھ اپنے تنازعات کے حوالے کے لیے ان کے درمیان طے پانے والے مبینہ معاہدے میں ثالثی کی شق کے مطابق ثالثی کے بذریعے عدالتی فیصلہ سنانے کے لیے درخواست دائر کی۔ چیف جسٹس کے نامزد یا نامزد کے طور پر کام کرنے والے عدالت عالیہ کے واحد جج نے ثالثی اور مصالحت ایکٹ 1996 کی دفعہ 11 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے استدعا کو مسترد کر دیا کیونکہ ثالثی شق کے ساتھ فریقین کی طرف سے تحریری طور پر کوئی معاہدہ نہیں کیا گیا تھا۔ اپیلنٹ-کارپوریشن نے ایک عرضی درخواست دائر کی۔ ڈویژن بنچ نے اسے مسترد کر دیا۔ اس لیے موجودہ اپیل۔

اپیل کنندہ کارپوریشن نے دعوی کیا کہ جب چیف جسٹس کا نامزد یا نامزد شخص، ایکٹ کے دفعہ 11 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتا ہے، تو وہ محض انتظامی افعال کا استعمال کرتا ہے اور فریقین کے درمیان 'ثالثی

معاہدے کے وجود یا جواز' پر متنازعہ مسائل پر فیصلہ کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں رکھتا ہے۔اور یہ کہ صرف 'ثالثی ٹریبونل' کو ثالثی معاہدے کے وجود یا جواز کا فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار دیا گیا ہے جیسا کہ ایکٹ کے دفعہ 16(1) میں فراہم کیا گیا ہے۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے۔

منعقد: .1 ثالثی اور مصالحتی قانون 1996 کی دفعہ 11 کے تحت انتظامی طور پر کام کرنے والے چیف جسٹس کے نامزد اور آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اختیارات کا استعمال کرنے والے عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے 'ثالثی معاہدے کی صداقت اور وجود' سے متعلق تنازعہ پر فیصلہ سنانے میں غلطی کی اور کہا کہ تنازعہ ثالثی کے لیے قابل حوالہ نہیں تھا۔اپیل کنندہ نے مدعا علیہ/کمپنی کے ساتھ اپنے تنازعات کا حوالہ ان کے درمیان طے پانے والے مبینہ معاہدے میں ثالثی کی شق کے مطابق ثالثی کے بذریعے عدالتی فیصلہ لیے طلب کیا۔آیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ نوٹس انویٹنگ ٹینڈر میں ثالثی شق کے ذریعے ثالثی معاہدہ موجود تھا، یہ خود ایک تنازعہ تھا جسے ثالثی شق کے مطابق ثالثی ٹریبونل کو بھیجا جانا چاہیے۔دفعہ 16 ثالثی ٹریبونل کو ثالثی معاہدے کے وجود اور جواز کے سوال کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیتی ہے۔اس طرح ایکٹ کی دفعہ 11 کے تحت سنگل جج کا حکم اور آرٹیکل 226 کے تحت رٹ پٹیشن میں عدالت عالیہ کے ڈویژن بینچ کا حکم کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔[A-946؛H-E-945-A]

کونکن ریلوے کارپوریشن لمیٹڈ بنام مہول کنسٹرکشن کمپنی [2000] 7 ایس سی سی 201؛ کونکن ریلوے کارپوریشن لمیٹڈ بنام رانی کنسٹرکشن پی لمیٹڈ [2002] 2 ایس سی سی 388؛ نیمیٹ ریسورسز انکارپوریشن بنام ایسسر اسٹیلز لمیٹڈ [2000] 7، ایس سی سی 497 اور فوڈ کارپوریشن آف انڈیا بنام بھارتیہ آف آربیٹریشن اینڈ دیگران وغیرہ جے ٹی [2003] 5 ایس سی 480، حوالہ دیا گیا۔

2۔این آئی ٹی میں ثالثی شق کے مطابق ثالثی ٹریبونل کی تشکیل کے محدود سوال پر فریقین کی سماعت کے لیے اور ایکٹ کے دفعہ 11 کے مطابق ثالثی کے لیے حوالہ دینے کے لیے کیس کو چیف جسٹس یا اس کے نامزد شخص کے پاس بھیج دیا جاتا ہے۔[B-A-946]

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 2003 کی دیوانی اپیل نمبر 5315۔

2001 کے سی ڈبلیو نمبر 2675 میں دہلی عدالت عالیہ کے مورخہ 29.8.2001 کے فیصلے اور حکم سے۔

سدھیر چندر، دھرمیش مشرا اور رجت نوبت اپیل کنندہ کے لیے پردیپ کمار بکشی کے لیے۔

جواب دہندہ کے لیے راکیش کمار شرما۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا۔

دھرمادھیکاری، جسٹس۔ فریقین کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل کو سنا۔اپیل کرنے کی اجازت، جیسا کہ درخواست کی گئی ہے، دی جاتی ہے۔

اپیل کنندہ ہائتھر و پاور کارپوریشن لمیٹڈ نے ثالثی اور مصالحت ایکٹ، 1996 (جسے اس کے بعد مختصر طور پر "ایکٹ" کہا گیا ہے) کی دفعہ 11 کے تحت اس کی درخواست کو مسترد کر کے اس عدالت سے رجوع کیا ہے۔ چیف جسٹس کے نامزد یا نامزد کے طور پر کام کرنے والے دہلی عدالت عالیہ کے فاضل جج، ایکٹ کے دفعہ 11 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے، اپنے حکم کے ذریعے اس نتیجے پر پہنچے کہ فریقین کی طرف سے ثالثی کی شق کے ساتھ تحریری طور پر کوئی معاہدہ نہیں کیا گیا ہے، اپیل کنندہ کی طرف سے ثالثی ٹریبونل میں اٹھائے گئے تنازعات کا حوالہ طلب کرنے کی استدعا کو مسترد کرنا ہوگا۔

دہلی عدالت عالیہ کے معروف جج کے ثالثی کا حوالہ دینے سے انکار سے ناراض ہو کر اپیل کنندہ کارپوریشن نے دہلی عدالت عالیہ عرضی درخواست دائر کی۔ عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے 29.8.2001 کے متنازعہ حکم کے ذریعے اسی نتیجے پر پہنچے کہ ثالثی کا کوئی تحریری معاہدہ موجود نہیں ہے اور اس لیے فریقین کے درمیان تنازعہ کو ایکٹ کے دفعہ 11 کے تحت ثالثی کے لیے نہیں بھیجا جا سکتا۔ لہذا اپیل کنندہ کارپوریشن نے آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت اجازت مانگ کر اس عدالت سے رجوع کیا ہے۔

اپیل کنندہ-کارپوریشن کی طرف سے دفعہ 11 کے تحت ثالثی کی استدعا کو جنم دینے والے تنازعہ کا

حقیقت پسندانہ پس منظراورنوعیت جانچ کی ضرورت ہے۔

جواب دہندہ دہلی ٹرانسکو لمیٹڈ نے سمے پور سے مہرولی تک 220 کے وی ڈی سی ٹاور لائن کے بقایا کام کی تعمیر، جانچ اور کمیشننگ کا کام دینے کے لیے ٹینڈرز طلب کرنے کا نوٹس (این آئی ٹی) جاری کیا۔ این آئی ٹی میں شق 25 موجود ہے جو ثالثی کی شق ہے۔ این آئی ٹی کے مطابق، اپیل کنندہ نے اپنا ٹینڈر جمع کرایا۔ مدعا علیہ نے اپیل کنندہ کے حق میں ارادے کا خط جاری کیا۔ اپیل کنندہ کے مطابق، جواب دہندہ نے اپیل کنندہ کو کام کے ایوارڈ کی قبولیت ظاہر کرنے والا ایک تفصیلی خط بھی بھیجا۔ یہ بھی اشارہ کیا گیا کہ این آئی ٹی کے تمام شرائط وضوابط معاہدے کا حصہ بنیں گے۔

اپیل کنندہ کے مطابق، این آئی ٹی کے اجرا اور اپیل کنندہ کی طرف سے پیشکش جمع کرانے اور مدعا علیہ کی طرف سے اس کی قبولیت کے مطابق فریقین کے درمیان خطوط اور خط وکتابت کا تبادلہ ایک مراسلہ تھا اور این آئی ٹی میں شرائط وضوابط کے طور پر، جس پر مراسلہ دیا گیا تھا، ثالثی کا فورم فراہم کرنے والی شق 25 پر مشتمل تھا، جیسا کہ ایکٹ کے دفعہ 7(4)(بی) میں بیان کردہ "ثالثی مراسلہ" وجود میں آیا تھا تاکہ اپیل کنندہ مذکورہ ثالثی شق کو استعمال کر سکے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے پیش ہونے والے سینئر وکیل کونکن ریلوے کارپوریشن لمیٹڈ بنام مہول کنسٹرکشن کمپنی[2000] 7 ایس سی سی 201 میں اس عدالت کے تین ججوں کے بنچ کے فیصلے اور کونکن ریلوے کارپوریشن لمیٹڈ بنام رانی کنسٹرکشن پی لمیٹڈ[2002] 2 ایس سی سی 388 میں اس عدالت کے آئینی بنچ کے فیصلے پر انحصار کرتے ہیں۔ اپیل کنندہ کی جانب سے، یہ دلیل دی جاتی ہے کہ، جیسا کہ اس عدالت نے مقدمات (اوپر دیے گئے) میں کہا ہے، چیف جسٹس کا نامزد یا نامزد، جب ایکٹ کے دفعہ 11 کے تحت اس کے اختیارات کا استعمال کیا جاتا ہے، تو وہ محض انتظامی افعال انجام دیتا ہے اور اس لیے اسے فریقین کے درمیان 'ثالثی معاہدے کے وجود یا جواز' پر متنازعہ مسائل پر فیصلہ سنانے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے۔ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ 'ثالثی ٹربیونل' جسے تنازعہ بھیجا گیا ہے، اکیلے ہی ثالثی معاہدے کے وجود یا جواز کا فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار حاصل ہے جیسا کہ ایکٹ کے دفعہ 16(1) میں فراہم کیا گیا ہے۔

اوپر مختصر طور پر بتائے گئے تنازعہ کے حقائق اور پس منظر پر، ہم دیکھتے ہیں کہ دفعہ 11 کے تحت انتظامی طور

پر کام کرنے والے چیف جسٹس اور آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اختیارات کا استعمال کرنے والی عدالت عالیہ کی ڈویژن بنچ نے 'ثالثی معاہدے کی صداقت اور وجود' سے متعلق تنازعہ پر فیصلہ سنانے اور یہ مؤقف اختیار کرنے میں واضح طور پر غلطی کی تھی کہ تنازعہ ثالثی کے لیے قابل حوالہ نہیں تھا۔

اس عدالت نے تین ججوں کی بنچ کے فیصلے اور کونکن ریلوے (سوپرا) کے معاملے میں آئینی بنچ کے فیصلے میں فیصلہ دیا ہے کہ چیف جسٹس یا ایکٹ کی دفعہ 11 کے تحت اس کا نامزد شخص خالصتاً انتظامی کام کرتا ہے اور یہ اس کے لیے کھلا نہیں ہے کہ وہ 'ثالثی معاہدے کے وجود' کے حوالے سے بھی تنازعہ کا فیصلہ کرنے کا کوئی عدالتی کام انجام دے۔ کیا این آئی ٹی کے مطابق فریقین کے درمیان خطوط اور خط وکتابت کا تبادلہ ایک مراسلہ تشکیل دے سکتا ہے اور ایک 'ثالثی مراسلہ' کو ایکٹ کے دفعہ 7(4)(بی) کے لحاظ سے اسی میں پڑھا جا سکتا ہے، یہ ایک سوال تھا جو ایکٹ کے دفعہ 16 کے تحت صرف 'ثالثی ٹریبونل' کے دائرہ اختیار میں تھا۔ نیمیٹ ریسورسز انکارپوریٹڈ بنام ایسر اسٹیلز لمیٹڈ [2000] 7 ایس سی سی 497 کے معاملے میں فیصلہ دیکھیں جس میں اس عدالت کے جسٹس راجندر بابو نے ایکٹ کے دفعہ 11 کے تحت اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے بھارت کے چیف جسٹس کے نامزد ہونے کے طور پر کام کرتے ہوئے اس طرح مشاہدہ کیا:-

"میں اس حقیقت سے آگاہ ہوں کہ ایم جگنا دھا راؤ، جسٹس، ویلنگٹن شریک کار لمیٹڈ بنام کیرتی مہتا، [2000] 4 ایس سی سی 272 میں کہا گیا ہے کہ چیف جسٹس آف انڈیا کے نامزد شخص کا اس سوال کا فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار ایکٹ کی دفعہ 16 سے خارج نہیں ہے اور اس طرح کے اختیار کا استعمال کسی مناسب معاملے میں کیا جا سکتا ہے۔ اس بنیاد پر، قانون کی دفعہ 11 کے تحت ثالثی مراسلہ کے وجود یا بصورت دیگر کے بارے میں کسی سوال کا فیصلہ کرنا بلاشبہ جائز ہے لیکن جب فریقین کے درمیان خط وکتابت یا دستاویزات کا تبادلہ ثالثی مراسلہ کے وجود یا عدم وجود کے بارے میں واضح نہیں ہے، تو قانون کی دفعہ 7 کے لحاظ سے مناسب طریقہ یہ ہوگا کہ ثالث کو قانون کی دفعہ 16 کے تحت اس طرح کے سوال کا فیصلہ کرنا چاہیے بجائے اس کے کہ چیف جسٹس آف انڈیا یا اس کے نامزد شخص کو قانون کی دفعہ 11 کے تحت۔

میں یہ نظریہ اس لیے رکھتا ہوں کیونکہ ایکٹ کی دفعہ 11 کے تحت چیف جسٹس آف بھارت کے نامزد کردہ شخص کے ذریعے جو اختیار استعمال کیا جاتا ہے وہ انتظامی حکم کی نوعیت کا ہوتا ہے۔ ایسے معاملے میں، جب تک کہ چیف جسٹس آف بھارت یا اس کا نامزد شخص اس بات کا مکمل یقین نہیں کر سکتا کہ فریقین کے درمیان ثالثی کا کوئی

معاہدہ موجود نہیں ہے، یہ کہنا مشکل ہوگا کہ ثالثی کا کوئی حوالہ نہیں ہونا چاہیے۔ مزید یہ کہ ایکٹ کی دفعہ 11(6) کے تحت استعمال ہونے والے اختیارات کی نوعیت کے پیش نظر اس طرح کا نظریہ حتمی نہیں ہوسکتا۔

فوڈ کارپوریشن آف انڈیا بنام انڈیا کونسل آف آربیٹریشن اور دیگران وغیرہ وغیرہ جے ٹی (2003)5 ایس سی 480 کے معاملے میں اس عدالت کے دو ججوں کی بنچ کے تازہ ترین فیصلے میں بھی ایسا ہی نظریہ اختیار کیا گیا تھا۔ اس معاملے میں ثالثی کے لیے تنازعہ کے حوالہ کی اس بنیاد پر مخالفت کی گئی کہ ثالثی کی شق کے تحت ثالث کو فوڈ کارپوریشن آف بھارت کے ذریعے آجر کے طور پر نامزد کیا جانا تھا نہ کہ انڈین کونسل آف آربیٹریشن کے ذریعے جو وہ ادارہ تھا جس کے پینل سے ثالث کا انتخاب کیا جانا تھا۔ دفعہ 11 کے تحت نامزد چیف جسٹس نے حوالہ دینے سے انکار کر دیا اور عدالت عالیہ نے عرضی درخواست میں ایک تفصیلی فیصلے کے ذریعے اس تنازعہ پر اپنی رائے کا اظہار کیا کہ فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کو انڈین کونسل آف آربیٹریشن کے پینل سے ثالث کو نامزد کرنا چاہیے تھا۔ اس تنازعہ کے تناظر میں، اس عدالت نے اس طرح مشاہدہ کیا:

"بدقسمتی سے، ایسا لگتا ہے کہ اس معاملے میں عدالت عالیہ نے عدالتی کردار کو اپنانے کے لیے پیش قدمی کی ہے اور معاہدے کے وجود یا بصورت دیگر کے ساتھ ساتھ کسی ثالث کو حوالہ دینے کی استقامت اور قانونی حیثیت یا بصورت دیگر وجوہات ریکارڈ کرتے ہوئے فیصلہ واپس کر دیا ہے۔"

"جیسا کہ پہلے اشارہ کیا گیا ہے یہاں تک کہ غور وفکر کے مقاصد کے لیے قبول کیے بغیر یہ فرض کرتے ہوئے کہ ثالثی کی شق میں کوئی کمزوری ہے جو ٹربیونل کی تشکیل کی قانونی حیثیت، ملکیت اور جواز کو کمزور کرتی ہے جیسا کہ جواب دہندگان نے دعوی کیا ہے اور/ یا یہاں تک کہ اگر کسی قابل نفاذ یا درست ثالثی معاہدے کے وجود کے بارے میں کوئی عذرات ہیں، تو اس طرح تشکیل ہونے پر اس کا حوالہ دیے جانے کے بعد اسے اسی ثالثی ٹربیونل کے ذریعے فیصلہ دیا جانا تھا اور یہ آئی سی اے یا عدالت عالیہ کے فاضل جج کے لیے نہیں ہے کہ وہ فریقین کے درمیان انتہائی متنازعہ مسائل کا فیصلہ کرنے کا یہ نا قابل قبول عدالتی کام انجام دے۔ جیسا کہ اس عدالت کے آئینی بنچ نے مشاہدہ کیا، 1996 کے ایکٹ کے دفعہ 11 میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس میں درخواست کرنے والے فریق کے علاوہ کسی اور فریق کو نوٹس کرنے کی ضرورت ہو اور یہ کہ وہ نہ تو دوسرے فریق کے جواب پر غور کرتا ہے اور نہ ہی کسی

ایسے تنازعہ پر چیف جسٹس یا اس کے نامزد شخص کے کسی فیصلے پر غور کرتا ہے جو دوسرا فریق اٹھا سکتا ہے، یہاں تک کہ مقررہ مدت کے اندر ثالث مقرر کرنے میں ناکامی کے حوالے سے بھی۔ 1996 کے ایکٹ کے تحت قانون سازی کا ارادہ ثالثی کے عمل میں عدالتوں کے نگران کردار کو کم کرنا اور وقت ضائع کیے بغیر ثالث کو نامزد/مقرر کرنا ہے، جس سے تمام متنازعہ مسائل کو بذات خود ثالثی ٹریبونل کے سامنے زور دیا اور مشتعل کیا جا سکے۔ یہاں تک کہ پرانے قانون کے تحت بھی، صرف عقل عامہ کے نقطہ نظر کی تعریف کی گئی کہ اسے ثالثی کی شق کی تشریح میں اپنایا گیا تا کہ فریقین کے اپنے تنازعات کو ثالثی کے متبادل تنازعات کے ازالے کے طریقہ کار کے بذریعے حل کرنے کے ارادے کو برقرار رکھا جا سکے بجائے اس کے کہ اسے ایک تنگ، پاڈنٹک زائد قانونی تشریح کو اپنا کرنا کام بنایا جائے۔"

اس عدالت کے ذریعے طے شدہ قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے، ایکٹ کے دفعہ 11 کے تحت کام کرنے والے چیف جسٹس کے نامزد اور آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے عدالت عالیہ کے ڈویژن بینچ دونوں نے قانون کی غلط فہمی کے تحت کام کیا اور غلط فیصلہ دیا کہ تنازعات ثالثی کے لیے قابل حوالہ نہیں تھے۔ اپیل کنندہ نے مدعا علیہ/کمپنی کے ساتھ اپنے تنازعات کا حوالہ ان کے درمیان طے پانے والے مبینہ معاہدے میں ثالثی کی شق کے مطابق ثالثی کے بذریعے عدالتی فیصلہ لیے طلب کیا۔ آیا مذکورہ بالا حقائق پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ثالثی معاہدہ این آئی ٹی میں ثالثی شق کے ذریعے موجود تھا، یہ خود ایک تنازعہ تھا جسے ثالثی شق کے مطابق ثالثی ٹریبونل کو بھیجا جانا چاہیے۔ دفعہ 16 ثالثی ٹریبونل کو ثالثی معاہدے کے وجود اور جواز کے سوال کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیتی ہے۔

اس لیے موجودہ اپیل کامیاب ہونے کا حقدار ہے اور اس کی اجازت دی گئی ہے۔

قانون کی دفعہ 11 کے تحت منظور شدہ معروف سنگل جج کا متنازعہ حکم اور آرٹیکل 226 کے تحت عرضی درخواست میں عدالت عالیہ کے ڈویژن بینچ کا حکم، دونوں کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ این آئی ٹی میں ثالثی شق کے مطابق ثالثی ٹریبونل کی تشکیل کے محدود سوال پر فریقین کی سماعت کے لیے اور ایکٹ کے دفعہ 11 کے مطابق ثالثی کے لیے حوالہ دینے کے لیے کیس کو چیف جسٹس یا اس کے نامزد شخص کے پاس بھیج دیا جاتا ہے۔ اس معاملے میں فریقین کی طرف سے ہونے والے اخراجات ثالثی کی کارروائی کے حتمی نتائج کی پابندی کریں گے۔

این۔ جے

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2025.06.05 11:42
I am the author of this
document